خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کا نور ذاتی ہے۔ باقی ہر چیز کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے لیا گیا ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور کا سب سے بڑا نقش ہیں۔ ان جیسا انسان دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوا۔

حق کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے۔ انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۵ر جولائی ۲۰۰۲ء بمطابق ۵ر وفا ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إلٰه إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ . مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ . اَلْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ. اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّاشَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ. نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ . يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ. وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ . وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (سورة النور:۳۶)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشے کے شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو اور نہ مغربی۔ اس (درخت) کا تیل ایسا ہے کہ قریب ہے کہ وہ از خود بھڑک کر روشن ہو جائے خواہ اسے آگ کا شعلہ نہ بھی چھوا ہو۔ یہ نورٌ علیٰ نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپؐ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟۔ آپؐ نے فرمایا: (وہ تو) نُور ہے، مَیں اُسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ (مسلم، کتاب الایمان)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ : قُلْتُ لِاَبِيْ ذَرٍّ : لَوْرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَسَأَلْتُهٗ ، فَقَالَ : عَنْ اَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهٗ؟ قَالَ كُنْتُ اَسْأَلُهٗ : هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ اَبُوْذَرٍّ قَدْ سَأَلْتُهٗ ، فَقَالَ رَأَيْتُ نُوْرًا۔ (مسلم کتاب الایمان. باب فی قوله علیه السلام نور. انی اراه وفی قوله رایت نورا)

عَبْدُاللّٰه بِن شَقِيْق کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو کہا اگر مَیں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا ہوتا تو مَیں آپ سے یہ سوال پوچھتا، حضرت ابوذر نے کہا آپ ان سے کیا سوال کرتے۔ عَبْدُاللّٰه بِن شَقِيْق کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ مَیں حضور سے پوچھتا کہ کیا حضور نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟ اس پر حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ مَیں نے یہ سوال حضور سے پوچھا تھا تو حضور نے جواب دیا: ''مَیں نے تو نُور دیکھا ہے''۔

عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت ابن عباسؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمدؐ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے۔ مَیں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ فرماتا نہیں کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ کہ نظریں اس کو نہیں پاسکتیں، البتہ وہ نظروں کو پالیتا ہے۔ انہوں نے کہا: تمہارا بھلا ہو۔ یہ رؤیت اس وقت ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نُور کے ذریعہ تجلّی فرمائی تھی۔ نیز کہا کہ آنحضرت ﷺ کو یہ تجلّی دو دفعہ دکھائی گئی۔ (ترمذی. تفسیر القرآن)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مَیں نے (اپنی خالہ امّ المومنین) میمونہؓ کے ہاں رات بسر کی۔ آنحضرت ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ فارغ ہو کر پھر آپؐ نے چہرہ مبارک اور ہاتھ دھوئے۔ پھر آپؐ سو گئے۔ (کچھ دیر کے بعد) پھر بیدار ہوئے اور مشکیزہ کے پاس تشریف لا کر اس کا منہ کھولا اور وضو فرمایا۔ جس میں نہ آپ نے بہت زیادہ دیر لگائی نہ ہی بہت جلد جلد کیا...... مَیں نے بھی اُٹھ کر وضو کیا۔ حضورؐ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو مَیں بھی آپؐ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپؐ نے مجھے کان سے پکڑ کر اپنی دائیں جانب کر لیا اور تیرہ رکعت نماز پڑھی۔ پھر آپؐ لیٹ گئے یہاں تک کہ آپؐ کے سانس لینے کی آواز آنے لگی۔ آپؐ جب سوتے تو عموماً آپؐ کے سانس لینے کی آواز آیا کرتی تھی۔ پھر بلالؓ نے نماز کے لئے آپؐ کو آواز دی۔ اس پر آپؐ نے نماز پڑھی اور دوبارہ وضو نہیں کیا۔ آپؐ اپنی دعا میں یہ پڑھا کرتے تھے: اے اللہ! میرے دل میں نور رکھ دے اور میری آنکھوں میں بھی نُور رکھ دے اور میرے کانوں میں بھی نور رکھ دے اور میرے دائیں طرف بھی اور میرے بائیں طرف بھی نور رکھ دے۔ میرے اوپر بھی نُور رکھ دے اور میرے نیچے بھی نور رکھ دے۔ میرے آگے بھی اور پیچھے بھی نور رکھ دے۔ اور میرے لئے نور ہی نور پیدا فرما دے۔ (بخاری، کتاب الدعوات)

حضرت ابو سعید خُدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نُور سے دیکھتا ہے۔ پھر آپؐ نے سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۷۶ ﴿اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ پڑھی یعنی اس میں کھوج لگانے والوں کے لئے نشانات ہیں۔

(ترمذی. کتاب التفسیر)

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ النور کی آیت ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ......﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ سے مراد اللہ آسمانوں اور زمین کے نور والا ہے اور نور کا مطلب ہے ہدایت۔ اور ہدایت اَهْلُ السَّمٰوٰت کو ہی ملتی ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ آسمان والوں اور زمین کا ہادی ہے۔ اور یہ ابن عباس اور اکثر صحابہ کا قول ہے۔

اور اس سے ایک مراد یہ ہے کہ اللہ اپنی حکمت بالغہ اور روشن حجت کے ذریعہ آسمانوں اور زمین کے امور کو چلانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو اس صفت یعنی ﴿نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ سے بالکل اسی طرح متصف قرار دیا ہے جس طرح کسی ملک کے عالم سردار کو کہتے ہیں کہ وہ ملک کا نور ہے۔ پس اگر وہ تعلیمیافتہ سردار عوام کے معاملات کو احسن طریق سے چلا رہا ہو تو وہ ان کے لئے نور یعنی روشنی کی طرح ہوتا ہے جو صحیح رستوں کی طرف لے جاتا ہے۔ جیسا کہ جریر کہتا ہے ''وَاَنْتَ لَنَا نُوْرٌ وَغَيْثٌ عِصْمَةٌ'' یعنی تو ہی ہمارا نور، ہمارے لئے بارش اور ہماری سپر ہے۔

اس سے ایک مراد یہ ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کو احسن ترین ترتیب کے ساتھ منظّم رکھنے والا ہے۔ اور بعض دفعہ نور سے مراد نظام بھی لیا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مَیں اس معاملہ کے لئے کوئی نور یعنی کوئی نظام نہیں پاتا۔

اور اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والا ہے اور وہ تین طرح سے آسمانوں اور زمین کو روشن کرتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ آسمانوں کو فرشتوں کے ذریعہ روشن کرتا ہے اور زمین کو انبیاء کے ذریعہ روشن کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ آسمانوں اور زمین کو سورج اور چاند اور ستاروں کے ذریعہ روشن کرتا ہے اور تیسرے یہ کہ اُس نے آسمان کو سورج اور چاند اور ستاروں سے روشن کیا ہے اور زمین کو انبیاء اور علماء سے روشن کیا۔

امام رازیؔ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ صحیح قول پہلا ہے کہ نور سے مراد ہدایت ہے کیونکہ آیت کے آخر میں فرمایا ﴿يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ یہ فقرہ بتاتا ہے کہ یہاں نور سے مراد علم و عمل کی طرف ہدایت و رہنمائی ہے۔ (تفسیر کبیر رازیؔ)

علامہ ابن حیانؔ سورۃ النور کی آیت ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ کی تفسیر کے تحت تحریر

کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ سے مراد آسمان والوں کی راہنمائی کرنے والا ہے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے مراد آسمانی امور کی تدبیر کرنے والے کے ہیں۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ اس سے مراد آسمان کو منور کرنے والے کے ہیں۔ اُبی بن کعب کہتے ہیں کہ آسمانوں کا نور اللہ سے ہے یا یہ کہا ہے کہ اسی سے آسمانوں کا نور یعنی ان کی روشنی ہے۔

ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ سے مراد آسمانوں کو سورج، چاند اور ستاروں سے مزین کرنے والے اور زمین کو انبیاء اور علماء کے ذریعہ مزیّن کرنے والے کے ہیں۔

(تفسیر بحر المحیط)

علامہ آلوسی نے سورۃ النور کی آیت ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے طویل بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور ذاتی ہے باقی ہر چیز کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے لیا گیا ہے۔(تلخیص از روح المعانی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"جب انسان اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کرتا ہے تو چونکہ وہ ﴿نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ہے اس لئے یہ ظلمت سے نکلنے لگتا ہے اور اس میں امتیازی طاقت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ ظلمت کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جہالت کی ظلمت ہے۔ پھر رسومات، عادات، عدمِ استقلال کی ظلمت ہوتی ہے۔ جس جس قدر ظلمت میں پڑتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ سے دُور ہوتا چلا جاتا ہے اور جس قدر قُرب حاصل ہوتا ہے اسی قدر امتیازی قوت پیدا ہوتی ہے۔ پس اگر کسی صحبت میں رہ کر ظلمت بڑھتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ قُربِ الٰہی کا موجب نہیں بلکہ بُعد حرمان کا باعث ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تو جس قدر انسان قریب ہوگا اسی قدر اس کو ظلمت سے رہائی اور نُور سے حصہ ملتا جاوے گا۔ اسی لئے ضروری ہے کہ ہر فعل اور قول میں اپنا محاسبہ کرو۔ نیچے اور اوپر کے دو لفظ ہیں جو سائنس والوں کی اصطلاح میں بھی بولے جاتے ہیں اور مذہب کی اصطلاح میں بھی ہیں۔ مَیں نے نیچے اور اوپر جانے والی چیزوں پر غور کی ہے۔ ڈول جوں جوں نیچے جاتا ہے اس کی قوت میں تیزی ہوتی جاتی ہے اور اسی طرح پتنگ جب اوپر جاتا ہے۔ پہلے اس کا اُوپر چڑھانا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن آخر وہ بڑے زور سے اوپر کو چڑھتا ہے۔ یہی اصل ترقی اور تنزل کی جان ہے۔ یا صعود اور نزول کے اندر ہے۔ انسان جب بدی کی طرف جھکتا ہے تو اس کی رفتار بہت سست اور دھیمی ہوتی ہے لیکن پھر اس میں اس قدر ترقی کرتا ہے کہ خاتمہ جہنم میں ہوتا ہے۔ یہ نزول ہے۔ اور جب نیکیوں میں ترقی کرنے لگتا اور قربِ الی اللہ کی راہ پر چلتا ہے ابتداءً مشکلات ہوتی ہیں اور ظالم لنفسہٖ ہونا پڑتا ہے۔ مگر آخر جب وہ اس میدان میں چل نکلتا ہے تو اس کی قوتوں میں ضرور ترقی ہوتی ہے اور وہ اِس قدر صعود کرتا ہے کہ وہ سابق بالخیرات ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اِس اصل پر غور کرتے ہیں اور اپنا محاسبہ کرتے ہیں کہ ہم ترقی کی طرف جا رہے ہیں یا تنزل کی طرف وہ ضرور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔" (الحکم۔ ۳۱/جنوری ۱۹۰۳ء۔ صفحہ ۶-۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"ظلمت میں جو چیز پڑی ہوتی ہے۔ اس کی خوبی یا نقص کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اندھیرے میں کیسے ہی گل و گلزار ہوں۔ کیسے ہی لطیف ریشم کے کپڑے ہوں۔ مگر جب تک روشنی نہ آوے، کچھ تمیز نہیں ہو سکتی۔

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جہان میں جو کچھ عجائبات دیکھتے ہو، اللہ تعالیٰ اس کا نور ہے۔ یعنی حضرت حق سبحانہٗ کے نُور کا ظہور ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نُور جن پر پڑتا ہے، ان میں بعض کو آفتاب بعض کو چاند بنا دیا۔ ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ﴾ اللہ تعالیٰ کے انور میں سے ایک نُور کی مثال یہ ہے۔ ﴿كَمِشْكٰوةٍ﴾ ایک طاق ہو۔ اس میں چراغ رکھ دیں۔ ﴿اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ﴾ اس کے اوپر ایک چمنی رکھ دیں۔ چمنی کے رکھنے سے کاربن جلنے کے سبب دھواں جاتا رہتا ہے۔ ﴿اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ پھر اس چمنی کے اوپر ایک اَور گلوب رکھ دیا۔ اس گلوب کے رکھنے سے اس کے خراب اجزاء جل کر بھڑک اٹھتے ہیں۔ پھر وہ چراغ ستارے کی طرح ہو جاتا ہے۔ دُرّیٌّ جو ظلمت کو دُور کرے، دھواں نہ رہے۔ ﴿يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾ اس چراغ میں کوئی تیل ہو۔ پر وہ تیل برکت والا ہو۔ جو نہ شرق میں ملے، نہ غرب میں۔ دنیا کا نہ ہو۔ یعنی فضلِ الٰہی کا تیل اس میں ڈالیں۔ ﴿وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ﴾ پھر اس تیل میں آگ لگانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ تو الٰہی فضل ہے۔ وہ کوکب دری بنے گا الٰہی فضل سے۔ ﴿نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ﴾ نُور تو وہ پہلے ہی ہے۔ پھر طاق۔ چمنی۔ گلوب سے نور علی نور ہو گیا۔ ﴿يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ اس نور پر یہ راہیں کیا نظر آتی ہیں۔ ہدایت کی نظر آئے گی۔"

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۷/جولائی ۱۹۱۰ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ یعنی خدا آسمان اور زمین کا نُور ہے۔ اسی سے طبقہ سفلی اور علوی میں حیات اور بقاء کی روشنی ہے۔" (پرانی تحریریں۔ صفحہ ۱۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا آسمان و زمین کا نُور ہے یعنی ہر ایک نُور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ اَرواح میں ہے خواہ اَجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے، خواہ خارجی، اُسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ربّ العالمین کا فیضِ عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اُس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا عِلّت العِلل اور تمام رحمتوں کا سر چشمہ ہے۔ اُسی کی ہستی حقیقی تمام عالَم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہی وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا اور خلعتِ وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حدِّ ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو یا اُس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور رُوح اور جسم سب اُسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ یہ تو عام فیضان ہے جس کا بیان آیت ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ میں ظاہر فرمایا گیا۔ یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر یک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے جس کے فائز ہونے کے لئے کوئی قابلیت شرط نہیں۔ لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرائط ہے اور اُنہیں افرادِ خاصہ پر فائز ہوتا ہے جن میں اُس کے قبول کرنے کی قابلیّت و استعداد موجود ہے یعنی نفوسِ کاملہ انبیاء علیہم السلام پر جن میں سے افضل و اعلیٰ، ذاتِ جامع البرکات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسروں پر ہرگز نہیں ہوتا۔ اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے اور دقائق حکمیّہ میں سے ایک دقیق مسئلہ ہے اس لئے خداوند تعالیٰ نے اوّل فیضانِ عام کو (جو بدیہی الظہور ہے)"۔ جو صاف صاف ظاہر ہے۔ "بیان کر کے پھر اُس فیضانِ خاص کو بغرضِ اظہار کیفیّت نُور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے کہ جو اِس آیت سے شروع ہوتی ہے: مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ...... الخ۔ اور بطور مثال اِس لئے بیان کیا کہ تا اِس دقیقہ نازک کے سمجھنے میں اِبہام اور دِقّت باقی نہ رہے کیونکہ معانی معقولہ کو صورِ محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر ایک غبی و بلید بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے......

اس نور کی مثال (فردِ کامل میں جو پیغمبر ہے) یہ ہے جیسے ایک طاق (یعنی سینۂ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) اور طاق میں ایک چراغ (یعنی وحی اللہ) اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفّٰی ہے (یعنی نہایت پاک اور مقدس دِل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشۂ سفید اور صافی کی طرح ہر یک طور کی کثافت اور کدورت سے منزّہ اور مطہر ہے اور تعلقاتِ ماسوی اللہ سے بکلّی پاک ہے) اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا اُن ستاروں میں سے ایک عظیم النّور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں جن کو کوکب دُرّی کہتے ہیں (یعنی حضرت خاتم الانبیاءؐ کا دل ایسا صاف کہ کوکبِ دُرّی کی طرح نہایت منوّر اور درخشندہ، جس کی اندرونی روشنی اُس کے بیرونی قالب پر پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) وہ چراغ زیتون کے شجرۂ مبارکہ سے (یعنی زیتون کے روغن سے) روشن کیا گیا ہے۔

(شجرۂ مبارکہ زیتون سے مراد وجودِ مبارک محمدیؐ ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیّت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جس کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علیٰ سبیل الدّوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے، کبھی منقطع نہیں ہوگا) اور شجرۂ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی، یعنی طینتِ پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسط و اِعتدال پر واقع ہے اور

احسنِ تقویم پر مخلوق ہے۔

......اِس جگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغِ وحیِ فرقان اِس شجرۂ مبارک سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے نہ غربی۔ یعنی طینتِ معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے جس میں نہ مزاجِ موسوی کی طرح درشتی ہے نہ مزاجِ عیسوی کی مانند نرمی۔ بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور مظہرِ کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے"۔

(براہین احمدیہ۔ حصہ سوم۔ روحانی خزائن جلد ۱۔ صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۴۔ حاشیہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"یقیناً اللہ تعالیٰ نُور ہے اور نُور کی طرف ہی میلان رکھتا ہے۔ اس کی عادت ہے کہ وہ ان لوگوں کی طرف جلدی سے بڑھتا ہے جو چودھویں کے چاند کی طرح ہوتے ہیں۔ پس جب اپنے اولیاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے اور اپنی طرف منقطع ہونے والوں اور اپنے چنیدہ بندوں کے ساتھ اس کی یہ سنّت جاری ہے تو لازم ہے کہ اس کا مقبول بندہ ذلّت کا منہ نہ دیکھے اور کسی مذہب و ملّت کے لوگوں کے مقابلے کے وقت کسی کمزوری یا عیب کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔"

(اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن۔ جلد ۱۸۔ صفحہ ۴۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا ہی ہے جو ہر دم آسمان کا نُور اور زمین کا نُور ہے۔ اس سے ہر ایک جگہ روشنی پڑتی ہے۔ آفتاب کا وہی آفتاب ہے۔ زمین کے تمام جانداروں کی وہی جان ہے۔ سچا زندہ خدا وہی ہے۔ مبارک وہ جو اس کو قبول کرے۔" (رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب۔ صفحہ ۲۰۴۔۲۰۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"خدا اصل نُور ہے۔ ہر ایک نُور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے۔ پس خدا کا نام استعارۃً پتار کھنا اور ہر ایک نُور کی جڑ اُس کو قرار دینا اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسانی رُوح کا خدا سے کوئی بھاری علاقہ ہے۔" (نسیم دعوت۔ صفحہ ۲۲۔۲۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی منظوم کلام میں سے چند اشعار کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

ایمان کیا ہے؟ خدا کو ایک یقین کرنا۔ اور خدا کے کام کو خدا ہی کے سپرد کرنا۔ اپنے سینہ کو روشن نہ سمجھ۔ جو کچھ بھی روشن ہے وہ آسمان ہی کی بدولت ہے۔ وہ آنکھ نابینا ہے جس میں یہ نور نہیں۔ اور وہ سینہ قبر ہے جو شک سے خالی نہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فارسی منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

"محمد ﷺ خدا کے نور کا سب سے بڑا نقش ہیں۔ ان جیسا انسان دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوا۔ ہر ملک سچائی سے خالی تھا۔ اُس رات کی طرح جو بالکل اندھیری ہو۔ خدا نے اُسے بھیجا اور اُس نے حق کو پھیلایا۔ زمین میں اُس کے آنے سے جان پڑ گئی۔ حرص کی شدت سے یہ ٹمٹماتا ہوا چراغ کس طرح تجھے باریک راہ دکھا سکتا ہے۔ خدا کی وحی تجھے راستے سے آگاہ کرتی ہے اور منزل پر پہنچنے تک نور کو تیرے ساتھ کر دیتی ہے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے عربی منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

"مَیں نے اپنے ربّ کے فضل سے خدا کی راہیں پالی ہیں اگرچہ وہ ہلال سے بھی زیادہ باریک تھیں۔ اور بہتیرے بھید میرے ربّ کے نُور نے مجھے دکھائے اور میری باتوں کی سچائی پر نشانات بھی دکھائے ہیں۔ اور مجھے پیالے پر پیالہ پلایا گیا یہاں تک کہ مجھ پر جمالِ حقیقی کا نُور جلوہ گر ہو گیا"۔

(آئینہ کمالات اسلام)

﴿اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ. ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ. اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا. وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾ (سورۃ النور: ۴۱)

یا (ان کے اعمال) اندھیروں کی طرح ہیں جو گہرے سمندر میں ہوں جس کو موج کے اوپر ایک اور موج نے ڈھانپ رکھا ہو اور اس کے اوپر بادل ہوں۔ یہ ایسے اندھیرے ہیں کہ اُن میں سے بعض بعض پر چھائے ہوئے ہیں۔ جب وہ اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو اسے بھی دیکھ نہیں سکتا۔ اور وہ جس کے لئے اللہ نے کوئی نور نہ بنایا ہو تو اُس کے حصہ میں کوئی نور نہیں۔

حضرت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ ابو ادریس الخولانی نے انہیں بتایا کہ یزید بن عُمیرہ نے، جو معاذ بن جبل کے ساتھیوں میں سے تھے، انہیں بتایا کہ معاذ جب بھی ذکر کی کسی مجلس کے لئے بیٹھتے تو یہ دعا کرتے کہ اللہ ایسا حَکَم ہے جو انصاف کرتا ہے۔ ہلاک ہو گئے شک کرنے والے۔

ایک روز معاذ بن جبل نے کہا: تمہارے بعد یقیناً کچھ فتنے ظاہر ہوں گے۔ اس دوران مال کی کثرت ہو گی اور قرآن کثرت سے پھیل جائے گا یہاں تک کہ ہر مومن اور منافق، عورت مرد، بڑا چھوٹا، غلام اور آزاد اس کو پڑھ سکے گا۔ اور قریب ہے کہ ایک کہنے والا کہے گا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میری پیروی نہیں کرتے جبکہ مَیں قرآن ہی تو پڑھتا ہوں۔ یہ ہرگز میری پیروی کرنے والے نہیں جب تک کہ مَیں اُن کے سامنے کوئی بدعت بنا کر پیش نہ کروں۔

پس تم بدعت سے بچو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور مَیں تمہیں صاحب حکمت شخص کی کجروی سے ڈراتا ہوں کیونکہ شیطان بھی کسی دانا شخص کی زبان سے گمراہی کا کلمہ نکلوا سکتا ہے اور اسی طرح کوئی منافق بھی کبھی کلمۂ حق کہہ سکتا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ مَیں نے معاذ بن جبل سے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے، مجھے کیسے معلوم ہو کہ دانا شخص بھی گمراہی کا کلمہ کہہ سکتا ہے۔ نیز کوئی منافق بھی کبھی کلمۂ حق کہہ سکتا ہے؟

انہوں نے کہا کہ دانا شخص کی ایسی باتوں سے بچو جو عام طور پر مشہور ہو جاتی ہیں اور جن کے بارے میں خوب واہ واہ کی جاتی ہے۔ تاہم یہ بات تجھے اس (دانا) سے اعراض کرنے پر نہ اُکسائے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اپنے مؤقف پر دوبارہ غور کر کے اس کو بدل لے اور جو حق بات تُو نے اُس کو اخذ کر لے۔ یقیناً حق کے ساتھ ایک نُور ہوتا ہے۔ (سنن ابوداؤد۔ کتاب السنة)

علامہ فخر الدین رازی سورۃ النور کی آیت ﴿اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ......﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾ ہمارے اصحاب یعنی اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب مومن کی ہدایت کی یہ صفت قرار دی ہے کہ یہ ہدایت انجام کار نہایت درجہ کی جلاء اور روشنی پر منتج ہوتی ہے تو اس کے بعد فرمایا ﴿يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ اور جب کافر کی ضلالت کی یہ صفت بیان کی کہ وہ انجام کار ظلمت پر منتج ہوتی ہے تو اس کے بعد فرمایا ﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾ تو اس سے مقصود یہ ہے کہ انسان یہ جان لے کہ محض دلائل کا ظہور ایمان کو فائدہ نہیں دیتا اور نہ ہی رستہ کی ظلمت اس سے دور کی جاتی ہے بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کی ہدایت اور اس کی تخلیق کے ساتھ مربوط ہے۔

قاضی حسین اَلْمَرْوَرِی کہتے ہیں ﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا﴾ میں نور سے مراد دنیا میں اللہ تعالیٰ کے لطف و احسانات ہیں ﴿فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾ یعنی وہ ہدایت نہیں پاتا بلکہ حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔

﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا﴾ سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں برگزیدوں میں شامل نہیں کرتا اور اسے ثواب آخرت عطا نہیں کرتا۔ (تفسیر کبیر رازی)

﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾ کے بارے میں اَلزُّجَّاج کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہے جس کی اللہ تعالیٰ خود اسلام کی طرف رہنمائی نہ فرمائے وہ کبھی ہدایت نہیں پا سکتا۔

(لسان العرب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظُلمت کو دُور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دُور کر دے۔

پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئ محض سمجھے اور آستانۂ اُلوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذباتِ نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرحِ صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبّر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ

اپنے آپ کو لاشئ سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اُتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۱۳۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک عربی تحریر میں فرماتے ہیں:-

"یقیناً نور اُسی دل پر اُترتا ہے جو فنا کی آگ سے جلایا جاتا ہے پھر اُسے سچی محبت دی جاتی ہے اور رضا کے چشمہ سے اُسے غسل دیا جاتا ہے اور بینائی اور سچائی اور صفائی کا سرمہ اُس کی آنکھوں میں لگایا جاتا ہے۔ پھر اُسے برگزیدگی کے لباس پہنائے جاتے ہیں، پھر اُسے بقاء کا مقام بخشا جاتا ہے۔ اور جو آپ ہی اندھیرے میں بیٹھا ہوا ہو وہ اندھیرے کو کیونکر دُور کر سکتا ہے اور جو آپ ہی لذات کے تختوں پر سوتا ہو، وہ کسی کو کیا جگا سکتا ہے۔" (الھدیٰ و تبصرۃ لمن یریٰ۔ روحانی خزائن جلد ۱۸۔ صفحہ ۳۰۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے عربی منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اے وہ ہستی جو اپنے نور اور روشنی میں مہر و ماہ کی طرح ہو گئی ہے اور رات اور دن منور ہو گئے ہیں۔ اے ہمارے کامل چاند! اور اے رحمان کے نشان! سب راہنماؤں کے راہما اور سب بہادروں سے بہادر۔ بے شک مَیں تیرے درخشاں چہرے میں دیکھ رہا ہوں ایک ایسی شان جو انسانی خصائل پر فوقیت رکھتی ہے۔ اے شک دانشمندوں نے تیری پیروی کی ہے اور اپنے صدق کی وجہ سے انہوں نے وطنوں کی یاد بھلا دی ہے۔ وہ راتوں کی تاریکی کے وقت منور ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں طوفان سے نجات دے دی۔ (آئینہ کمالات اسلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی میں ایک دعا کا اردو ترجمہ:

اے میرے ربّ! تُو اپنے فضل سے میری قوت بن جا اور میری آنکھ اور جو کچھ میرے دل میں ہے اس کا نور بن جا اور میری زندگی اور موت کا قبلہ تُو ہو جا اور محبت سے میرے دل میں گھر کر جا اور مجھے ایسی محبت عطا کر کہ میرے بعد کوئی اَور اس محبت میں آگے نہ بڑھ سکے۔ اے میرے ربّ! میری دعا قبول کر اور مجھے میری مرادیں عطا فرما۔ مجھے صاف کر دے اور مجھے عافیت میں رکھ اور مجھے اپنی طرف کھینچ لے اور خود میری راہنمائی اور قیادت فرما اور میری تائید فرما اور مجھے توفیق بخش۔ میرا تزکیہ کر اور مجھے روشن اور منور کر دے اور مجھے سارے کا سارا اپنا بنا لے اور تُو سارے کا سارا میرا ہو جا۔

اے میرے ربّ! میری طرف ہر دروازے سے آ۔ مجھے ہر حجاب سے نکال۔...... اور میرے وجود کے ہر ہر ذرہ میں سرایت کر جا اور مجھے اُن لوگوں میں سے بنا دے جو تیرے سمندروں میں پڑتے ہیں اور تیرے انوار کے باغوں میں جولانی کرتے ہیں اور تیری تقدیر پر راضی رہتے ہیں۔ اے میرے ربّ! تُو مجھے اپنے فضل اور اپنے چہرے کے نور کے ساتھ اپنا حسن و جمال دکھا اور اپنا آبِ زُلال مجھے پلا۔ مجھے ہر قسم کے پَردوں اور غبار سے باہر نکال دے اور مجھے اُن لوگوں میں سے نہ بنا جو ظلمتوں اور پردوں میں گرائے گئے اور برکتوں اور چمکوں اور نوروں سے دُور ہو گئے اور اپنی ناقص عقل اور کھوٹی قسمت کے ساتھ نعمتوں کے گھر سے ہلاکت کے گھر کی طرف لوٹے۔ مجھے توفیق دے کہ مَیں تیرے چہرے کے لئے اپنی اطاعت کو خالص کروں اور تیری جناب میں ہمیشہ سربسجود رہوں۔ مجھے ایسی ہمت دے جس پر تیری عنایت کی نظریں پڑیں اور مجھے وہ چیز عطا کر جو تُو اپنے مقبولوں میں سے صرف کسی خاص کو عطا کرتا ہے اور مجھ پر وہ رحمت نازل فرما جو تُو اپنے محبوبوں میں سے صرف کسی منفرد شخص پر نازل کرتا ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵۔ صفحہ ۵ تا ۷)